ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

ایک سنجیدہ فکر نقاد: سید قاسم جلال

A SERIOUS CONCERN CRITIC: SYED QASIM JALAL

ڈاکٹر الزبتھ شاد
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، کنیئرڈ کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر وقار سلیم رانا
ڈیپارٹمنٹ آف سکول ایجوکیشن، سمن آباد، فیصل آباد
ڈاکٹر فوزیہ شہزادی
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو (وزیٹنگ)، ڈویژن آف ایجوکیشن، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

Abstract:

Syed Qasim Jalal is a renowned Poet, Researcher, Dramatist and Critic of the contemporary era. He wrote serious and thought provoking writings throughout his life. There are four valuable books which are on literary criticism among more than twenty books. The authors of this article tried to perceive distinctive marks of Syed's criticism through the contents of his books.

Keywords: Syed Qasim Jalal, Research, Criticism, Seriousness, Society, Poetry, Ideological, Contemporary, Moral values

کلیدی الفاظ: سید قاسم جلال، تحقیق، تنقید، سنجیدگی، معاشرہ، شاعری، نظریاتی، عصری، اخلاقی اقدار

سید قاسم جلال ایک ڈرامہ نگار، شاعر، محقق اور سنجیدہ نقاد ہیں۔ ان کے ہاں تنقید کھرے اور کھوٹے کو الگ کر کے دکھانے کا نام ہے اس تناظر میں وہ اپنی تنقید پیش کرتے وقت راستی اور سچائی کے اصولوں پہ آنچ نہیں آنے دیتے۔ وہ اس بات سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ دوسرے افراد کی طرح ادیب بھی اسی معاشرے کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ چنانچہ معاشرے میں ہونے والی تبدیلیاں واقعات اور حادثات اس کے ذہن پر دوسرے افراد کی نسبت زیادہ گہرے اور دیرپا اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذہن میں تہذیبی سطح سماجی عوامل سے ہم آہنگ ہو کر ایک گہرے سماجی شعور کو بیدار کرتی ہے جس میں ایک تحقیق کار اپنی تحریروں کے آئینے میں معاشرے کے بدلتے خد و خال اور افراد کے طرزِ احساس کا مشاہدہ کرتا ہے۔ سید قاسم جلال نے روایت اور جدت کے امتزاج سے ایک ایسا تنقیدی نقطہ نظر اپنایا ہے جو توازن اور اعتدال جیسی خوبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ان کی بصیرت، فکر اور انداز استدلال سے انہیں ایک باشعور نقاد بلکہ معاشرے کے آئینے کا حقیقی عکاس ایسا نقاد بنایا ہے جس کی تنقید کے آئینے میں ہم اپنا معاصر علمی ادبی شعور پوری صراحت کے ساتھ مطالعہ کر سکتے ہیں۔

تنقید کسی ادب پارے کی محض تشریح، توضیح، تعبیر، تفہیم یا ترجمان نہیں ہے یہ محض جراحتِ جارحانہ یا مدلل مداحی کا نام نہیں ہے۔ یہ متن کی گرہ کشائی اور رونمائی ہے۔ یہ تخلیق کے دروبست کی کشادگی اور ادب پارے کے پوری کائناتی سیاحت کے بعد اپنا نکتہ نظر واضح کر دینے کا دوسرا نام ہے۔ متن کے حاضر و موجود اور تخلیق کار کی وسعت نظری کا پورا عمیق مطالعہ اور اس کا تجزیہ ہے اور یہ تجزیہ سید قاسم جلال کے ہاں بخوبی ملتا ہے۔ بقول ڈاکٹر غفور شاہ قاسم:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

''ڈاکٹر صاحب کا قلم کتابوں پہ ناقدانہ رائے دیتے ہوئے کتاب کا عطر کشید کر لاتا ہے۔انھوں نے جن کتابوں پر قلم کشائی کی ہے ان کی روح اور تخلیقی رعنائی تنقید و تنقیح میں سمیٹ لائے ہیں۔ان کی تنقید ان کے تخلیقی مزاج اور تحقیقی منہاج کا اعتراف ہے۔ تحقیق محنت، منصوبہ بندی اور مستقل مزاج کی متقاضی ہے۔ تحقیق درویشی جنون اور اپنے مقصد سے عشق کا نام ہے۔ تحقیق اپنے سفر کا آغاز تشکیک سے کرتے ہوئے تلاش و جستجو کی راہوں سے گذرتے ہوئے منزل مقصود سے سرفراز ہوتی ہے۔ تخلیق معدوم سے موجود اور نفس سے آفاق کا سفر طے کرتی ہوئی جہان نامعلوم کے کیف و کم کی خبر لاتی ہے۔ تنقید و تنقیح کا امتیاز اور اختصاص تحقیقی مطالعہ اور تخلیقی مکاشفہ ہے۔انھوں نے اپنی تحقیقی ریاضت اور تنقیدی بصیرت سے مختلف قلم کاروں کی نگارشات کے ایسے ایسے گوشے منور کیے ہیں جن تک عام قاری کی نگاہ نہیں پہنچ سکتی۔ تخلیق کار ہونے کے باطے وہ تخلیقی متن کی گہرائی اور گیرائی حدت اور شدت کو پورے طور پر محسوس کر سکتے ہیں۔زیر نقد نگارشات میں نقطہ تحیر کی تلاش اور اس تحیر کی تجلی ڈاکٹر قاسم جلال کی تنقید کی شناخت ہے۔''۱

سید قاسم جلال کا انداز تفکر و تنقید نہ صرف اپنے موقف کا برملا اظہار کرتا ہے بلکہ قاری کے فہم کو بھی شریک مطالعہ کر لینا چاہتا ہے۔وہ تنقیدی مضمون لکھتے وقت کسی بھی فن پارے کی نہ صرف ہمہ جہتی کا زاویہ نظر سامنے لاتے ہیں بلکہ خالق کی تخلیق میں احساسات و ادراکات سے ان کے شعور تک کی مسافت طے کرتے ہوئے اپنے موقف تک پہنچتے ہیں۔ چونکہ وہ بذات خود ایک تخلیقی شخصیت ہیں اس لیے ان کی تنقیدات کے مجموعوں کے نام بھی ان کی تخلیقیت کا بھرپور اظہار کرتے ہیں۔ سید مشکور حسین ان کی کتاب ''توجیہ و توضیح'' پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

''کتاب کا عنوان دو الفاظ توجیہ اور توضیح کا مرکب ہے۔ان الفاظ کے حوالے سے بہت سی گفتنی ناگفتنی تفصیلات بیان کی جاسکتی ہیں۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر سید قاسم جلال نے کتاب کے عنوان (توجیہ و توضیح) کو ایک لمحے کے لیے بھی فراموش نہیں کیا۔انھوں نے اگر کسی ادبی موضوع کی توجیہ بیان کی ہے تو اس کے مستحکم پہلوؤں کو نظر انداز نہیں کیا اور جہاں کسی معاملے کی توضیح کی ہے تو اس کی وضاحت کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا ہے اور تشریح کے تمام تقاضے پورے کیے ہیں .....ڈاکٹر سید قاسم جلال جیسے نقادوں کی نگارشات قاری کی ذہانت کو مہمیز لگا کر علم و حکمت کے حصول کے لیے متحرک کرتی ہیں۔ان سے نہ صرف قاری کے ادبی ذوق کی تسکین ہوتی ہے بلکہ وہ اپنے لیے ایک واضح سمت کا تعین بھی کر لیتا ہے۔ توجیہ و توضیح کے مقالات میں ایسا مواد موجود ہے جس سے قاری گوناگوں فوائد حاصل کر سکتا ہے۔'' ۲

دوسرے لفظوں میں قاسم جلال کے ہاں اپنے موقف کی توجیہ و ضیح کے لیے مطالعات مشاہدات اور مجاہدات کا ایک پورا جہان موجود ہے۔وہ کسی کی طرف داری کے روادار نہیں ہیں۔ وہ سخن شناس سے سخن فہم تک کی منازل طے کرنے والے نقاد ہیں۔انھوں نے کبھی رواداری میں اپنے تنقیدی خیالات پیش نہیں کیے جن میں سطحیت کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ بلکہ وہ مطالعہ کے جہان میں پوری دلجمعی کے ساتھ اترتے ہیں۔ موضوع اور مواد کا بالاستعیاب مطالعہ کرتے ہیں۔ تخلیق کار کے لفظوں کے پس منظر میں جھانکتے اور ان کے افکار کے جہان کی دروں بینی کرتے ہوئے اپنے تفکر کے موتی برآمد کرتے قرطاس کی زینت بناتے ہیں۔

فن تنقید بنیادی طور پر شعر و ادب کے گہرے مطالعے اور علمی ریاضت کا متقاضی ہے۔ کسی بھی فن پارے کے عمق میں موجود تخلیق کار کے نکتہ نظر اور نگارش کے مقصد تک رسائی ہر قاری کے بس کا روگ نہیں ہے۔ نقاد کسی فن پارے کی گہری غواصی کے ذریعے نہ صرف اس کے بین السطور میں موجود نکتہ نظر تک کہ صرف رسائی پاتے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

ہیں۔ بلکہ ان کے مطالعات کی روشنی میں ادب میں اس فن پارے کی قدر و قیمت کا تعین بھی کرتے ہیں اور ان کے مطالعات کی روشنی میں ہمارے ذہین قاری کو اس تخلیق کے فنی و فکری محاسن تک رسائی عطا کرتے ہیں۔ اس تناظر میں سید قاسم جلال کا رنگ تنقید بڑی نکتہ رسی سے اپنی مثال آپ ہے۔ ہماری زبان و ادب کے سلسلے میں قاسم جلال کا نکتہ نظر ہم پہ ان کی تنقیدی جہات کی بے شمار پرتیں کھولتا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے زاویہ نگاہ کی ایک جھلک ملاحظہ کریں۔

> ''ہمارا معاشرہ آج کل جس طرح سیاسی، سماجی، اقتصادی، اخلاقی اور تہذیبی حوالے سے انحطاط کا شکار ہے اسی طرح شعر و ادب کی فضا بھی بحرانوں کی زد میں ہے۔ آج کل تخلیق کار گھسے پٹے اور فرسودہ موضوعات کو مسلسل دہرائے چلا جاتا ہے۔ جس ادب میں اپنے تہذیب، معاشرت اور ملی روایات کا عکس ہی نظر نہ آئے وہ کیسے قوموں کی سوچوں اور امنگوں کا ترجمان ہو سکتا ہے۔'' ۳

قاسم جلال کی تنقیدی بصیرت کا جائزہ لیتے ہوئے اور اس کا تعارف کرواتے ہوئے ڈاکٹر عبدالکریم خالد رقم طراز ہیں:

> ''انھوں نے اپنی شاعری میں جو نظریہ فن قائم کیا ہے وہ خیال کی ژولیدگی سے پاک انسان کے اندر سے ابھرنے والی وہ آواز ہے جو اسے عرفان ذات سے عرفان حق کے جادے کی طرف راہنما ہوتی ہے۔ اس کی آواز کا کھرا پن اس کی لرزش نہاں ہی سے عیاں ہو جاتا ہے اور اس میں کسی بیرونی آلائش کا گمان تک باقی نہیں رہتا۔ ان کے نزدیک فن کے معیار تک پہنچنے کے لیے کھری سوچ کا حامل ہونا ضروری ہے اور یہ کھری سوچ ایقان عطائے یزداں کا ثمرہ ہے جو اس مشت خاک کو آشنائی وسعت و رفعت کرتی اور اس کے ذرے ذرے میں ایک وارت آفریں قوت بھر دیتی ہے۔ اس ارفع خیال اور بلند سوچ کو لے کر وہ تنقید کا ترازو ہاتھ میں لیتے ہیں تو انہیں اپنے ادب میں بلند اور کھری سوچ کی شدت کی کمی محسوس ہوتی ہے جس کے باعث ادب افراط و تفریط کا شکار نظر آتا ہے۔''۴

نقاد بنیادی طور پر ایک صاحب مطالعہ اور صاحب مشاہدہ فرد ہوتا ہے۔ وہ زندگی کے منظر نامے میں جو کچھ دیکھتا ہے اس کا بغور جائزہ لیتا ہے۔ اس کے مطالعے اور مشاہدے کی بدولت اس کا اپنا زاویہ نظر بن چکا ہوتا ہے۔ وہ تعمیری سوچوں کا حامل اور معاشرے کی تشکیل میں ایک ایسے کردار کا متمنی ہوتا ہے جس باعث معاشرہ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے بام عروج پہ پہنچے۔ اس کا مطالعہ علمی و ادب ادب کی مختلف جہات میں ہوتا ہے اور اس کی نظر حُسن نظر سے نکتہ نظر تک ایسی وسعتوں کی حامل ہوتی ہے جس کے آر پار ادب میں فرد، اس کی سوچوں اور جذبوں کا کامل ادراک موجود ہوتا ہے۔ سید قاسم جلال کی تنقید اپنے دامن میں زندگی کی حرکت لئے ہوئے ہے۔ زندہ خیالات کا ایک سلسلہ در سلسلہ آپ کی تنقید کی شان ہے۔ آپ اپنے انداز میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہوئے اپنے قارئین کی مفید علوم تک رسائی کرتے ہیں۔ آپ کی تحریر اپنے علمی تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں آگے کو بڑھتی ہے۔ مفاہیم کی گہرائی کے ساتھ ساتھ جہان معانی کے امکانات آپ کی تنقید کا خاصہ ہیں۔

سید قاسم جلال ہمارے عہد کے ان نقادوں میں سے ہیں جن کی تنقید کا نظام دینی اور ملی سوچوں سے عبارت ہے۔ وہ کسی بھی فن پارے کا جائزہ لیتے وقت اس میں ان عناصر کے ساتھ ساتھ انسان اور انسانیت کے تناظر میں غواصی کرتے ہیں۔ وہ جذبوں کی صداقت، حسن کی تلاش اور معانی کی فکر آفرینی کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مسائل اور معاملات کو اپنی تنقید میں خاص طور پر پیش کرتے ہیں۔ وہ تنقید میں استدلالی طریقہ کار اپناتے ہوئے اپنے دلائل کو اجزاء کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ وہ جُز سے کل کے انداز کو سمیٹتے ہوئے کُلی انجام تک اپنی تنقید کو مکمل کرتے ہیں۔ عصری شعور ان کی تنقید کا ایک ایسا رُخ ہے جو ان کی تنقیدات کو حرف اعتبار عطا کرتا ہے اور عصر حاضر کے نقادوں میں ان کے مقام و مرتبے کا تعین کرتا ہے۔ پاکستان کے معروف نقاد ڈاکٹر غفور شاہ قاسم ان کی تنقید کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

''ڈاکٹر سید قاسم جلال کی تخلیقیت جو، تخلیقیت افروز شخصیت اور سرائیت گیر ناقدانہ نگاہ فن پارے کے فنی اور جمالیاتی پہلوؤں تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ وہ قلم کار کے جذبے اور احساس کے اعماق میں اتر کر اس کے تخلیقی ابعاد کا مکمل احاطہ کر لیتی ہے۔''۵

ہم جب اس سب تناظر میں ڈاکٹر سید قاسم جلال کی تنقید کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس کے اندر اپنی ذات کے نہاں خانوں میں انسان، انسانیت، کائنات اور اس کے بارے میں سوالیہ انداز میں سوچنے کا رنگ بڑا نمایاں ملتا ہے جو ہمیں ان کے اندر کے نقاد کے حُسن نظر سے آگاہ کرتا ہے۔ان کا رنگ دیدنی ہے:

''جذب و فکر کی آغوش میں پلنے والے انسان کو قدم قدم پر اپنی ذات کے نہاں خانوں سے اُبھرنے والے چند سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ حیات اور اس کے متعلقات کی کیا حقیقت ہے؟ چند روزہ زندگی میں خیر و شر کی آویزش کی اساس کیا ہے؟ جنہیں کائنات کی امتحان گاہ میں کامیاب ہونا چاہیے تھا وہ کیوں ناکام ہوتے جارہے ہیں؟ جنہیں شکست وہزیمت سے دوچار ہونا چاہیے تھا کیوں فتح یاب ہو جاتے ہیں؟ تخلیق کائنات کن مقصد کی حامل ہے؟ ذات اور کائنات ایک دوسرے سے مربوط نظر آنے کے باوجود الگ الگ کیوں ہیں؟۶

دیکھا جائے تو یہ سوالات ہی حقیقت میں سید قاسم جلال کی فکر اور تنقید کی اساس ہیں۔ وہ ان سوالات کے تناظر میں سوچنے والے ایسے نقاد ہیں جو ذات سے کائنات تک کے معاملات میں سوچنے کا عندیہ دیتے ہیں۔ وہ انسان کے ظاہر و باطن پہ اثر کناں ایسے کائناتی مظاہر جو اسے اپنی ذات سے لے کر کائنات کی پنہائیوں تک سوچنے کا راہ دکھلاتے اور اسے اپنے مقصد تشکیل و تکمیل سے باہم مربوط کرتے ہوئے کامل وابستہ کرتے ہیں کو سوچتے ہیں اور اپنی تنقید میں اس تناظر میں سوال اٹھاتے ہیں۔

سید قاسم جلال کی تنقید نگاری فکری اور علمی معیار کے حوالے سے قابل ستائش ہے۔ انھوں نے بہاول پور کی علمی ادبی فضا میں پوری زندگی گذاری ہے۔ ان کی نگارشات میں پایا جانے والا علاقائی عنصر ان کے علمی حالات کو دوسروں سے ممتاز کر کے ان کو ایک امتیازی شان عطا کرتا ہے۔ ہم جب ان کی تنقید میں خواجہ غلام فرید کی کافیوں پہ ان کے تنقیدی مطالعے کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ان کی کافیوں میں میر، سودا، آتش، غالب، حسرت موہانی، اصغر گونڈوی اور دوسرے ممتاز شعرائے کرام کی غزلیات کی مماثلتوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ایسے پہلوؤں سے آشنائی ہوتی ہے جو کم از کم ہماری نگاہوں سے اوجھل تھے۔ ان کا انداز نقد و نظر دیکھیے تو ہمیں خواجہ غلام فرید کی شاعری میں جدید تغزل کے سارے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ خواجہ غلام فرید کی کافیوں میں اردو کے غزل گو شعراء کی طرح وصل محبوب کی شدید تمنا پائی جاتی ہے۔ انھوں ے اردو شعرائے کرام کی طرح جذبات نگاری میں کمال حاصل کیا ہے۔ ان کی داخلی کیفیات میں اردو غزل کے اہم عنصر سوز و گداز کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری میں عشقِ حقیقی و مجازی کے وہ تمام عناصر پائے جاتے ہیں جو اردو غزل کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ ان کی کافیوں میں دکھی دل کی پکار اور حساس دلوں کی فریاد سنائی دیتی ہے۔ ان کی شاعری ملکوتی تخیل اور ماورائی احساس کے باوصف انسانی جذبات اور مخصوص ثقافتی ماحول کی حیران کن ساحری ہے جس میں حسن و جمال اور عشق و فراق کی لطیف کیفیات پائی جاتی ہیں۔

سید قاسم جلال کی تنقید کی ایک اہم خوبی اپنے نکتہ نظر کا برملا اظہار ہے۔ وہ معاصر ادب اور ادبی صورتِ حال کا بغور جائزہ لیتے ہیں۔ اپنی رائے کا برملا، دوٹوک اور بغیر لگی لپٹی رکھے اظہار کر دیتے ہیں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

''ہمارا معاشرہ آج کل جس طرح سیاسی، سماجی، اقتصادی، اخلاقی اور تہذیبی حوالے سے انحطاط کا شکار ہے اسی طرح شعر و ادب کی فضا بھی بحرانوں کی زد میں ہے۔ آج کل تخلیق کار گھسے پٹے اور فرسودہ موضوعات کو مسلسل دہرائے چلا جاتا ہے۔ جس ادب میں اپنے تہذیب، معاشرت اور ملی روایات کا عکس ہی نظر نہ آئے وہ کیسے قوموں کی سوچوں اور امنگوں کا ترجمان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

ہو سکتا ہے۔اردو شاعری کا نظر عمیق جائزہ لیں تو ہمیں ایک طرف بزرگ شعراء ملتے ہیں جن کی شاعری میں گل و بلبل کاکل ور خسار وصل و فراق اور آہ و فغاں کے موضوعات پہ مشتمل ہے۔ معاشرتی مسائل اور زندگی کے تلخ حقائق انہیں نظر نہیں آتے۔ دوسری طرف نام نہاد جدت پسند شعراء کی ایک کھیپ نظر آتی ہے جن کا کلام بے مقصدیت، لایعنیت اور بے سر و پا خیالات کا مجموعہ ہے۔ان شعرائے کرام نے زبان و بیان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ستم بالائے ستم کہ یہ تنزل پسند شعراء خود کو ترقی پسند بھی کہتے ہیں۔'' ۷

اردو شاعری کے معاصر جہان کا اتنا وقیع اور بھرپور مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ سید قاسم جلال اور اردو شاعری کی پوری روایت کا گہرا شعور رکھتے ہیں اور آج کے عہد میں لکھنے والوں کی تخلیقات کے موضوعات سے پوری طرح باخبر ہیں ان کا خیال ہے کہ آج کے قلم کار کے پاس نہ تو کوئی نظام فکر ہے اور نہ ہی کوئی فلسفہ حیات ہے۔ایسے میں انہیں ثاقب قریشی کی غزل کے مطالعے سے جو سرشاری نصیب ہوتی ہے اس کا اظہار بڑے بے لاگ انداز میں کرتے ہوئے وہ غزل کے اس جدید شاعر کے فن کا اظہار اس انداز میں کرتے ہیں:

''ثاقب قریشی کی سادہ و رواں اسلوب کی حامل غزلیں ان کے متنوع جذبات و افکار کی عکاسی کر رہی ہیں۔ یہ غزلیں اردو غزل کے روایتی موضوعات کی خصوصیات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں اور آج کے دور کی نام نہاد جدت پسندی کے عناصر سے محفوظ ہیں۔ موصوف کی غزلیہ شاعری اس مکان کی طرح ہے جس کے دروازے، کھڑکیاں اور روشندان کھلے رکھے گئے ہیں تاکہ تازہ ہوا خوشبو سمیت اندر داخل ہوتی رہے۔ثاقب قریشی کا کمال یہ ہے کہ وہ سادہ اسلوب میں فکر انگیز موضوعات پیش کرنے پہ قادر ہیں۔ان کی غزل سے اکثر اشعار سہل ممتنع میں لکھے گئے ہیں اور اپنے اندر ابلاغ کی بھرپور قوت رکھتے ہیں۔''۸

ہم بہ نظر غائر جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ سید قاسم جلال کی تنقید میں نظریہ سازی نہیں ملتی۔ لیکن نظریہ سازی لاشعوری طور پر ان کی ذات اور ان کے علمی و ادبی ماحول کے باہم میل ملاپ سے وجود آتی ہے اور ان کی تنقید سے ان کی تخلیقات تک ہر سُو اپنے ہونے کا ایک بھرپور ادراک و احساس دلاتی ہے۔یہی نظریہ سازی ان کا نظریہ فن بن کر ہمیں ان کی شاعری و تنقید میں دکھائی دیتا ہے۔بقول ڈاکٹر عبدالکریم خالد:

''انھوں نے اپنی شاعری میں جو نظریہ فن قائم کیا ہے وہ خیال کی ژولیدگی سے پاک، انسان کے اندر سے ابھر آنے والی وہ آواز ہے جو اسے عرفان ذات سے عرفانِ فن کے جادے کی طرف رہنما ہوتی ہے۔اس آواز کا کھرا پن اس کی لرزش نہاں ہی سے عیاں ہوتا ہے۔اور اس میں کسی بیرونی آلائش کا گماں تک باقی نہیں رہتا۔ان کے نزدیک فن کے معیار تک پہنچنے کے لیے کھری سوچ کا حامل ہونا ضروریے اور یہ کھری سوچ ایقانِ عطائے یزداں کا ثمرہ ہے جو اس مشتِ خاک کو آشنائے وسعت و رفعت کرتی اور اس کے ذرے ذرے میں حرارت آفریں قوت بھر دیتی ہے۔اسی ارفع خیال اور بلند سوچ کو لے کر وہ تنقید کا ترازو ہاتھ میں لیتے ہیں تو انہیں اپنے ادب میں بلند اور کھری سوچ کی شدت کی کمی محسوس ہوتی ہے جس کے باعث ادب افراط و تفریط کا شکار نظر آتا ہے۔''۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

سید قاسم جلال کے مطابق ''دنیا میں مسلمانوں کی ناکامی وتباہی کی وجہ علم و عمل سے دُوری ہے۔ قوم کی اصلاح اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب ہر فرد جذبہ تعمیر لے کر آگے بڑھے ورنہ کوئی انفرادی طور پر تباہی سے بچ سکتا ہے اور نہ اجتماعی لحاظ سے تحفظ ہو سکتا ہے۔''۱۰ وطن عزیز پاکستان سے محبت سید قاسم جلال کی تنقید نگاری کا ایک ایسا انداز ہے جو ان کی تنقید کو آب دار بناتا ہے۔ افسانے اور شاعری کے حوالے سے ان کا ہر تنقیدی مضمون ہر جا وطن عزیز کی محبت اور اس سربلندی کے لیے ہمارے ادیبوں کا کردار اور ذمہ داریوں کا یقین کرتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سید قاسم جلال ایک سچے محب وطن تخلیق کار ہیں۔ ان کی تنقید بھی ان کی تخلیق کاری سے مزین وعبارت ہے۔ وہ جب کسی شاعر کے فن کا ناقدانہ جائزہ لیتے ہیں تو وہاں بھی محبت مادر وطن سے سرشار معاملات اور افکار انہیں اپنے ہونے کا یقین دلاتے اور استدلال سے قارئین کو ان کی وطن سے محبت کے افکار کی چاندنی بکھراتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی تنقید کا یہ پہلو نہایت دیدنی ہے۔

> ''ہم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے نہ صرف اپنی بلکہ اقوام عالم کی نظروں میں بھی ذلیل ورسوا ہو چکے ہیں۔ اگر ہم اس رسوائی کے اسباب پر غور کریں تو ہمیں یہ بات بخوبی سمجھ میں آجائے گی کہ ایک مسلم قوم کے افراد ہونے کے حوالے سے ہم اپنی ذمہ داریاں بُھلا بیٹھے ہیں۔ اس جرمانہ تغافل سے ہمارا تہذیبی تشخص تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ہم نے اسلامی تہذیب کی اعلیٰ اقدار کو چھوڑ کر مغرب کو اپنا قبلہ وکعبہ بنالیا ہے۔ اس کج روی کے ہم خود ذمہ دار ہیں جنہیں اپنی منزل مقصود کی خبر نہیں۔ ہمیں اپنے چراغ خانہ کی بجائے پرائی شمعوں کی چمک دمک زیادہ اچھی لگتی ہے۔ ہم اسلاف کی عظیم روایات کو پس پشت ڈال چکے ہیں ہمارے دل حرص وہوس کی آماجگاہ بن گئے ہیں اور دست وہنر شل ہو گئے ہیں۔ جنھوں نے قصر اخلاق کے بام ودر مزین کیے تھے۔ تو قیر نجات داؤ پر لگادی گئی ہے۔ ہم دنیاداری کے نشے میں اس قدر بدمست ہوئے ہیں کہ ہمیں یہ بھی یاد نہیں کرہا کہ ہم نے آور دکفن کا مرحلہ بھی طے کرنا ہے اور ایک دن اللہ کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا حساب بھی دینا ہے۔ آئین خداوندی سے روگردانی نے ہمیں عظمت کردار سے بے عاری کر دیا ہے۔''۱۱

سید قاسم جلال نے محسن احسان کی شاعری کا تجزیہ کرتے ہوئے محض ان کے چند اشعار کے انتخاب کی طرف ہی خامہ فرسائی نہیں کی ہے بلکہ حقیقت میں اپنا نظریاتی نقطہ نظر بھی واضح کیا ہے جو محسن احسان کے شعروں کے مفاہیم کے پس منظر میں رہ کر ہم پر سید قاسم جلال کی تنقیدی زاویوں کو واضح کرتا ہے کہ کس طرح ہم نے اپنے روشن ماضی کی حسین روایات سے لاتعلق کر کے اپنے آنے والے کل کو اور ہمارے معاصر ادب کو ایسی صورت حال سے دوچار کر دیا ہے جس کا نوحہ ور جز سید قاسم جلال کی تنقید میں نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ سید قاسم جلال کے ہاں وطن کی محبت کا یہ روشن چراغ ان کی تنقید میں اپنی لو دیتا یہاں تک آتا ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''پاکستان جس طرح تاریخ عالم کے ایک بڑے معجزے کی صورت میں دنیا کے نقشے پہ ابھرا تھا۔ اسی طرح اس کا دولخت ہو جانا بھی عالم اسلام کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔ اس حادثے کے پس پردہ عوامل میں ایک بڑا عامل اپنی سیاست کی منافقت وہوس اقتدار بھی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سب سے بڑا المیہ یہ ہوا کہ محسنین پاکستان کی بجائے نااہل سیاست دان کرسی اقتدار پر براجمان ہو گئے۔ جنھوں نے مقاصد پاکستان کو دھن ودھونس اور دھاندلی کے زور پر پس پشت ڈال دیا۔ یہ ظالم جاگیر دار وڈیرے سمگلر اور صنعت کار ابھی تک پیر تسمہ پا کی طرح قوم کی گرہ پہ سوار ہیں۔''۱۲

اسی فکر اور قومی زوال کے معاملات پر وہ مزید نوحہ کناں ہیں کہ:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.1 2022

''ہماری قوم کی ذہنی تربیت اگر اسلامی تہذیب و تمدن کی بنیادوں پر کی جاتی تو مادی و روحانی بحران ہمارا قومی تشخص تباہ نہ کرتے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد اگر اسلامی نظام نافذ ہو جاتا تو قوم یقیناً استحکام پاکستان کی منزل پا لیتی۔ لیکن بوجوہ ایسا نہیں ہوا۔ جب مکان کی بنیادیں ہی غلط پڑی ہوں تو دیواروں کا ٹیڑھا ہونا غیر فطری بات نہیں۔''۱۳

یہ انداز تنقید جہاں ہمارے معاشرتی رویوں کی بہتری کی آرزو لیے ہوئے ہے وہیں سید قاسم جلال کی تنقید میں معاشرتی تنقید کے انداز کا بھی بہترین اظہار ہے۔ اصل میں ایک دردمند دل ہی اپنے گردوپیش کو اپنے لوگوں کو اور اپنے معاشرے کے زندگی کے مظاہر کو ہم روشن ثریا دیکھے کا آرزومند ہے اور پاکستان کے معاصر معاشرے کو اس کے ۷۵ برس کے تہذیبی اور معاشرتی شعور کے ساتھ ساتھ اس کے ادبی رجحانات اور تغیرات کے ساتھ بہتر بنانے کی آرزو حقیقت میں ایک اچھے نقاد کی نفسیات میں لازمی شامل ہونی چاہیے۔ حقائق کی تلاش میں سرگرداں اور انہیں تجزیے کی کسوٹی پر پرکھ کر اپنی رائے دینے والے سید قاسم جلال کی تنقید میں اصابت رائے بھرپور موجود ہوتی ہے۔ ان کی تنقید اردو ادب کی تنقید میں ایک اچھا اضافہ ثابت ہو گی۔

حوالہ جات:

۱۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، سید قاسم جلال کی تنقیدی نگارشات ایک تجزیہ، مشمولہ: تنقید و تنقیح، لاہور: گڈ بکس پبلشرز، ۲۰۰۵ء، ص ۲۴

۲۔ مشکور حسین یاد، تنقیدی نگارشات کا عمدہ مجموعہ، مشمولہ: توجیہ و توضیح، کراچی: جبران اشاعت گھر، ۲۰۱۴ء، ص ۲۷،۲۶

۳۔ شاہد حسن رضوی، ڈاکٹر، ڈاکٹر سید قاسم جلال کی تحقیق و تنقید، رشحات، لاہور: شمارہ نمبر ۴، ۳، ۲۰۱۴ء، ص ۱۳۹

۴۔ عبدالکریم خالد، ڈاکٹر، ایک جواں فکر نقاد، مشمولہ: توجیہ و توضیح، ص ۱۴۰

۵۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، سید قاسم جلال کی تنقیدی نگارشات ایک تجزیہ، مشمولہ: تنقید و تنقیح، ص ۲۸

۶۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، تنقید و تنقیح، لاہور: گڈ بکس پبلشرز، ۲۰۰۵ء، ص ۴۹

۷۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، عارف شفیق کی شاعری کے نقوش، مشمولہ: کھوج پرکھ، لاہور: گڈ بکس پبلشرز، ۲۰۰۵ء، ص ۱۱۱

۸۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، تنقید و تنقیح، ص ۸۹

۹۔ عبدالکریم خالد، ڈاکٹر، ایک جواں فکر نقاد۔ قاسم جلال، مشمولہ: توجیہ و توضیح، ص ۱۴

۱۰۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، شاعر فکر و شعور: ڈاکٹر اقبال امروہوی، توجیہ و توضیح، ص ۱۶

۱۱۔ قاسم جلال، سید، ڈاکٹر، محسن احسان کی غزل کا فکری و فنی جائزہ۔ توجیہ و توضیح، ص ۹۳۔۹۴

۱۲۔ ایضاً، ص ۸۷

۱۳۔ ایضاً، ص ۹۶